تحریر: ڈاکٹر محمد عبدالرحیم ترجمانی: محمد ذبیح اللہ تیمی

اختلاف اور مخالفت کے حدود و آداب

بعثت رسول سے قبل عرب قوم کی تہذیبی و ثقافتی اور دینی و علمی حالت کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت موجود دیگر اقوام وملل کی بہ نسبت اس قوم (عرب) میں تعلیم و تربیت' تہذیب و ثقافت کا یکسر فقدان تھا۔ سب لوگ ایک دوسرے کی عزت و آبرو کی پامالی اور مال و جائیداد پر حملہ کرنے میں برسر پیکار تھے۔ حرمت والے مہینوں کو چھوڑ کر پورا سال جہالت و نادانی' عصبیت و بے راہ روی کی بنیاد پر ایک دوسرے سے جھگڑا' فساد اور جنگ و جدال ہی میں صرف ہو جایا کرتا تھا۔ ہمہ وقت لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہا کرتے تھے۔ ایسے پر آشوب وقت میں اللہ رب العالمین نے اسی اُمی قوم میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب کر کے اس کی تعلیم و تربیت' تزکیہ و تصفیہ کے لیے مامور کیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هو الذي بعث في الأميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وإن كانوا من قبل لفي ضلال مبين﴾

''یعنی وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا' جو انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔'' (ترجمہ جوناگڑھی)

چنانچہ جس وقت رب کائنات نے اپنے آخری نبی کو نبوت و رسالت کا تاج پہنا کر تعلیم و تربیت سے نابلد عرب قوم کے پاس مبعوث کیا اور فرائض نبوت و مقاصد رسالت سے آپ کو آگاہ کر دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوری توجہ کے ساتھ اپنے فرض منصبی کی تکمیل کے لیے کمربستہ ہو گئے۔ لوگوں کی تعلیم و تربیت' تزکیہ و تصفیہ کے لیے ممکنہ تمام کوششیں صَرف کرنے لگے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند ہی دنوں میں کچھ ایسے افراد مشرف بہ اسلام ہو گئے' جنھوں نے اپنے آپ کو زیورِ تعلیم و تربیت سے آراستہ کر کے نبی رحمت کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے لیے تن' من' دھن کی بازی لگانا شروع کر دیا۔ جن کی غیر معمولی کوششوں کی بدولت اسلام کی ضیاپاش کرنیں مکہ کی وادیوں سے نکل کر دور دراز علاقوں میں

پھیلنے لگیں اور دھیرے دھیرے لوگ اسلام کے حقانی دعوت سے متاثر ہو کر اس کے سایہ تلے آنے لگے۔ چنانچہ ۲۳ سال کی قلیل مدت میں پورے جزیرہ نما عرب میں اسلام کی تابناک شعائیں پھیل گئیں اور وہاں سے جہالت و نادانی اور عصبیت و رنگ و نسل کی حمیت اپنی بساط سمیت منتقل ہو کر دشت سمندر میں چلی گئی۔

ایک دن ایسا بھی آیا کہ صحابہ کرام کے مقدس گروہ میں حکمت و آگہی اور علم و دانائی کا ایسا بول بالا ہوا کہ سبھی لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مطہرہ سے صادر ہونے والے احکامات و فرمودات' بیانات و ارشادات کو حفظ کرنے میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے لگے۔ ہر ایک کی یہی خواہش ہوتی تھی کہ سفر و حضر دونوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر زیادہ سے زیادہ شریعت الٰہیہ کا علم و ادراک حاصل کر لیں۔ یہاں تک کہ وہ اجلہ صحابہ جو اپنی گوناگوں مشغولیات کی بنیاد پر زیادہ وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و معیت میں نہیں دے پاتے تھے' انھوں نے احکام خداوندی کے حصول و شریعت اسلامیہ کی معرفت کے لیے آپس میں باری تعین کر لیا تھا۔

جیسا کہ بخاری شریف کی کتاب العلم میں باب التناوب فی العلم کے تحت مندرج حدیث عمر سے اس کی صراحت ملتی ہے۔

احکام خداوندی و ارشادات نبوی کے معرفت و ادراک کی فضیلت و اہمیت اور شرف و افادیت کے تعلق سے کتاب و سنت میں جس قدر نصوص ملتے ہیں' ان سب کے ہوتے ہوئے یہ کہنا مشکل نہ ہوگا کہ صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے صادر ہونے والی تمام باتوں کو حرز جاں بنانے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے لیے اپنی تمام تر طاقتیں صرف کر دیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور تقاریر کی بقاء و سالمیت اور ان کی حفاظت و صیانت کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے۔ آنے والی سطور میں چندان احادیث نبویہ کا ذکر کیا جا رہا ہے' جن سے واضح طور پر معلوم کیا جا سکتا تھا کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا کس قدر قلبی لگاؤ تھا اور اسے حرزِ جاں بنانے کے لیے کیا کیا تدابیر اختیار فرمایا کرتے تھے اور کتنی زیادہ فرمانِ نبوی سے ان کی محبت تھی۔

❁...... یہ حقیقت ہے کہ مذہب اسلام میں مسواک کی بڑی فضیلت و اہمیت ہے' جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شاہد عدل ہے:

((لولا أشق على أمتي لأمرت بالسواک عند کل صلوة))

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی شہادت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لاتے تو مسواک کرتے ہوئے تشریف لاتے یا گھر میں داخل

ہو کر پہلا کام مسواک کی صورت میں انجام دیتے۔

چنانچہ اس مبارک کام ومقدس عمل کی انجام دہی کے لیے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کے شاگرد ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی شہادت یہ ہے "میں نے زید بن خالد جہنی کو دیکھا کہ وہ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور کان پر جہاں کاتب اپنا قلم رکھتا ہے، وہ مسواک رکھتے تھے۔ جب نماز کے لیے اٹھتے تو مسواک کر لیتے۔"

...... ہمیشہ باوضو رہنے اور وضو باقی رہتے ہوئے دوسری نماز کے وقت از سرِ نو وضو کرنے کی فضیلت متعدد احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ اس سنت صحیحہ پر عمل کرنے کی خاطر حضرت عبداللہ بن عمر اور دیگر اصحاب رسول وضو کے باقی رہتے ہوئے بھی از سرِ نو وضو کر لیا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت اسماء فرماتی ہیں "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے اندر طاقت پاتے تھے۔ اس لیے وہ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے۔"

...... مغرب کی فرض نماز سے قبل دو رکعت سنتوں کا تذکرہ صحیح احادیث میں ملتا ہے۔ اس سنت پر صحابہ کرام کے عمل کے تعلق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے "میں نے کبار صحابہ کرام کو دیکھا کہ مغرب کے وقت مسجد میں ستونوں کی طرف نماز کے لیے دوڑتے تھے اور صحابہ کرام یہ نفل اس وقت تک پڑھتے تھے، جب تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امامت کے لیے نہ نکل آئیں۔"

...... صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت رکھتے تھے۔ آپ کے حکم و ایماء پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار قریش کے سفیر نے صحابہ کرام کا ذات نبوی سے قلبی لگاؤ دیکھ کر کہا تھا کہ میں نے آج تک کسی عظیم شخصیت کے اتنے مخلص جانثار نہیں دیکھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک باحیات رہے۔ صحابہ کرام اپنی فداکاری اور جاں نثاری کے نقوش صفحہ تاریخ پر ثبت ہی کرتے رہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا اور جس طرح آپ کی قبر بنائی گئی، صحابہ کرام نے کوشش کی کہ اس پر بھی عمل کر کے دکھائیں۔ اس سلسلے میں صحابہ کرام کی وصیت ہمیں کتب حدیث میں ملتی ہے، جو ان کے محبت رسول کی زندہ جاوید مثال ہے اور حدیث رسول کی تعلیم وتعمیل کے لیے بین ثبوت ہے اور انھی سب باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں حدیث رسول کی تعلیم و ترویج اور اس کے مطابق انسانی زندگی کو ڈھالنا و سنوارنا بالکل عروج پر تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حدیث رسول کی خدمت کرنے اور اس کے مقتضیات کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

☆......☆......☆......☆......☆